محدثین کے ہاں قراء ثلاثہ کا مقام و مرتبہ اور علم حدیث میں ان کی خدمات

Status of Qurra-e-Thalathah and their Services in Discipline of Hadith

عبدالحئ*

ڈاکٹر محمد اسماعیل**

ABSTRACT:

Allah Himself has taken the responsibility to protect the Holy Quran and the Hadith of the Holy Prophet. He Himself has provided the sources of their protection. One of the means of the protection that was the creation of such a group of the Qura who not only served the Holy Quran but also provided worth mentioning services in Ahadith of the Holy Prophet. But their services are hidden from us. By Qura the researcher means those Qura whose recitation styles and narrations are studied and taught in the different quarters of the world who are known as Qura Saba & Ashra (سبعہ وعشرہ). They are ten imams each with two Ravi's. They are thirty Qura in total. I have selected only last three Imam & their two narrators in this Article. These Qurra are known as Qurra Thlathah (قراء ثلاثہ). The services of these imams have been highlighted in the light of the following eleven Ahadith books. Sihah: Sahih Bukhari, Sahih Muslim, Sahih Ibn-e-Habban, Sahih Ibn-e-Khuzeema. Sunan: Sunan Abu Dawud, Sunan al-Tirmidhi, Sunan al-Nasai, Sunan Ibn Majah, and Sunan al-Kubra. Masaneed: Musnad Ahmad ibn Hanbal, Musnad Abu Ya`la al-Mawsili. How many people have reported them and what is the standard of the weakness and soundness of those narrators have also been discussed in this article. Besides these books of Ahadith, these Ahadith have been searched in other books of Ahadith also. The status of these Qura has been explained in the light of the commentary of Muhadithin. Whether Ahadith critics have declared them thiqa or weak or have declared them as average sadooq. The most important thing is that there is no one weak reporter in these imam qura. Two out of three imam qura are ranked as thiqa and one sadooq. And among the narrators of these qura one is thiqa, one sadooq, and nobody are weak reporters. There is silence about the remaining four reporters of these qura. The reason is that there is no hadith reported from them. Because of all this their religious and scholarly authenticity could be determined. The narrations of these thalathah (ثلاثہ) Qura are confined to reporting the Holy Quran

*Research Scholar, Allama Iqbal Open University, Islamabad.
Email: ahayee@numl.edu.pk
**Assistant Professor, Department of Arabic, NUML, Islamabad

but they have also reported about every part of fiqh and they have been utilized and refered to

Keywords: Qurra-e-Thalathah, Qura Saba-Ashra, Services, Discipline, Hadith.

قراءِ سبعہ [1] کے بعد مزید تین آئمہ قراءات جن کی قراءات بھی قابل اعتماد اور متواتر ہیں، جن کو امام ابن الجزری نے اپنی کتاب ''النشر فی القراءات العشر''میں جمع کیا اور پھر ''الدرہ'' کے نام سے منظوم شکل میں پیش کیا، اس کے علاوہ ان تمام قراء یعنی قراء سبعہ اور بقیہ تین کو ایک ہی جگہ ''طیبۃ النشر''میں منظوم شکل میں جمع کیا، جو کہ دنیا میں آجکل متداول اور شامل نصاب ہیں۔ قراء عشرہ اور ان کے راویوں کے اعتبار سے اس کو تین مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے، جو کہ درج ذیل ہیں:

مبحث اول: یزید بن قعقاع مدنی(م:132ھ)، ان سے روایت کرنے والے ابن وردان اور ابن جماز ہیں۔

مبحث دوم: یعقوب بن اسحاق بصری(م:205ھ)، ان سے روایت کرنے والے رَوح اور رُویس ہیں۔

مبحث سوم: خلف بن ہشام بزار(م:229ھ)، ان سے روایت کرنے والے اسحاق اور ادریس ہیں۔

انہیں آئمہ ثلاثہ، یا قراء ثلاثہ کہا جاتا ہے۔ پہلے سات اور ان تینوں کو اکٹھے قراء عشرہ کہا جاتا ہے [2]۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ان دس قراءتوں کے علاوہ مزید قراءتیں بھی موجود ہیں جو دیگر قراء سے مروی ہیں لیکن یہ شاذ قراءتیں کہلاتی ہیں۔

مبحث اول: ابو جعفر یزید بن قعقاع مدنی (م:132ھ= 750ء)

نام ونسب: یزید بن قعقاع مدنی، مخزومی، کنیت ابو جعفر، عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کے غلام تھے، آپ کے نام میں اختلاف ہے بعض نے یزید بعض نے جندب بن فیروز اور بعض نے فیروز بن قعقاع کہا ہے لیکن پہلا زیادہ مشہور ہے [3]۔ قراءات میں اہل مدینہ کے امام، مفتی اور مجتہد تھے، بہت ہی عبادت گزار، روزہ دار، قیام کرنے والے، بڑے مرتبہ والے اور مجود تھے آپ کی قراءت محفوظ ہے، قراء عشرہ کے پہلے امام اور تابعی ہیں، معاویہ کے دور حکومت میں قرآن پاک سیکھا۔ بچپن میں نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین ام سلمہ کے پاس آئے انہوں نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی۔ دخل علی أم سلمة زوج النبی وهو صغیر، فمسحت علی رأسه ودعت له بالبرکة۔[4]

امام مالک بن انس فرماتے ہیں: کان أبو جعفر القارئ رجلاً صالحاً یفتي الناس بالمدینة۔[5]

اساتذہ: جابر بن عبداللہ(م:70ھ)، عبداللہ بن عباس(م:68ھ)، عبداللہ بن عمر(م:73ھ)، ابوہریرۃ(م:57ھ)[6]۔

شاگرد: آپ نے ایک لمبا عرصہ لوگوں کو تعلیم دی، سکھایا، واقعہ حرہ سے پہلے لوگوں کو پڑھاتے تھے [7]۔ آپ کے لاتعداد شاگرد تھے ان میں سے مشہور اسماعیل بن جعفر(م:180ھ)، سلیمان بن مسلم بن جماز، عیسی بن وردان، نافع بن عبد الرحمن بن ابی نعیم(م:169ھ)، عبید اللہ بن عمر عمُری(م:100ھ)، نجیح ابو معشر سندی(م:170ھ) وغیرہ [8] اور حدیث مبارکہ روایت کرنے والے امام مالک بن انس (م:179ھ)، عبدالعزیز بن محمد دَراوَردِی(م:186ھ) اور عبدالعزیز بن ابی حازم(م:184ھ) ہیں۔[9]

روایت حدیث میں مقام و مرتبہ:

امام ابو داود نے ''السنن''میں کتاب الحروف میں آپ سے روایت نقل کی ہے[10]۔یحیی بن معین فرماتے ہیں: ثقہ[11]۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں: ثقہ[12]۔امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: صالح الحدیث[13]۔ محمد بن سعد فرماتے ہیں: كان ثقة قليل الحديث، وكان إمام أهل المدينة في القراءة فسمي القارىء بذلك[14]امام ابن حِبَّان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا کہ آپ اہل مدینہ کے قراءت میں امام ہیں[15]۔حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ثقہ[16]۔امام ذہبی فرماتے ہیں: أحد الأئمة العشرة في حروف القراءات وهو نزر الرواية، لكنه في الإقراء إمام۔[17]

خلاصہ کلام: آپ حدیث میں بھی اسی طرح ثقہ ہیں جس طرح قراءت میں ثقہ ہیں لیکن قلیل الروایت ہیں۔

وفات: آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے، مشہور قول کے مطابق 132ھ تاریخ وفات ہے[18]۔ابو موسی محمد بن المثنی کے نزدیک ان کی وفات 12ھ اور خلیفہ بن خیاط عصفری کے نزدیک 130ھ میں ہوئی[19]۔90سال سے زائد عمر پائی[20]۔

ابو جعفر یزید بن قعقاع کے دو معروف راوی درج ذیل ہیں، جن کے بارے میں امام ابن الجزری فرماتے ہیں:

أَبُو جَعْفَرٍ عَنْهُ ابْنُ وَرْدَانَ نَاقِلٌ ... كَذَاكَ ابْنُ جَمَّازٍ سُلَيْمَانُ ذُو الْعُلَا[21]

1: امام عیسی بن وردان 2: امام سلیمان بن مسلم بن جماز

پہلا راوی: عیسی بن وردان(م:160ھ)

نام و نسب عیسی بن وردان مدنی حذاء، کنیت ابو الحارث ہے[22]۔امام، ماہر مقرئ، قراء عشرہ میں سے امام جعفر کے پہلے محقق ضابط راوی ہیں، جیسا کہ امام ابن الجزری فرماتے ہیں: إمام مقرئ حاذق وراو محقق ضابط۔[23]

اساتذہ: ابو جعفر یزید بن قعقاع، شیبۃ بن نصاح اور امام نافع سے بھی قرآن مجید پڑھا جو ان کے بڑے گہرے دوستوں اور پرانے ساتھیوں میں سے تھے اور سند میں بھی شریک ہیں۔[24]

شاگرد: ان کے شاگردوں میں اسماعیل بن جعفر، قالون اور محمد بن عمرو اقدی کے نام آتے ہیں۔[25]

وفات: آپ نے 160ھ میں مدینہ منورہ میں امام نافع(م:169ھ) سے پہلے وفات پائی۔[26]

دوسرا راوی: ابن جماز(م:170ھ)

نام و نسب: سلیمان بن مسلم بن جماز یا سلیمان بن سالم بن جماز مدنی، زہریین کے غلام تھے، کنیت ابو الربیع ہے[27]۔امام، ماہر مقرئ، قراء عشرہ میں سے امام جعفر کے دوسرے بڑے ضابط راوی ہیں۔امام ابن الجزریؒ فرماتے ہیں: مقرئ جليل ضابط۔[28]

اساتذہ: ابو جعفر یزید بن قعقاع، شیبۃ بن نصاح اور امام نافع سے بھی قرآن مجید پڑھا، امام نافع پر فخر کیا کرتے تھے، ان کے بعض

اساتذہ کے ساتھ سند میں بھی شریک تھے۔امام نافع بھی ان کی تعظیم وتوقیر کرتے تھے[29]۔حدیث کو سُمی مولی ابی بکر بن عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں۔[30]

شاگرد: ان سے اسماعیل بن جعفر، ولید بن مسلم اور قتیبہ بن مہران صاحب کسائی نے قراءت حاصل کی[31]۔ان سے حدیث روایت کرنے والے ابو ہمام صلت بن محمد ہیں۔[32]

وفات: بقول امام ابن الجزری آپ نے 170ھ کے بعد مدینہ منورہ میں وفات پائی۔[33]

مبحث دوم: امام یعقوب بن اسحاق حضرمی(117 ھ- 205 ھ= 735 - 821 ء)

نام و نسب: یعقوب بن اسحاق بن زید بن عبداللہ بصری، کنیت ابو محمد اور ابو یوسف ہے، حضرمین کے آزاد کردہ غلام، احمد بن اسحاق کے چھوٹے بھائی ہیں۔ان کے دادا عبداللہ بن ابی اسحاق، بھائی یحیی بن ابی اسحاق ہیں۔بصرہ میں 130ھ کے بعد ولادت ہوئی[34]۔امام، مجود، حافظ، فقیہ، نحوی، لغوی، قراءت، حدیث، فقہ، لغت عربی وادب، دین اور تقویٰ وورع میں امام ہیں، قراء عشرہ میں سے دوسرے امام ہیں، ان کی قراءت مشہور اور منقول ہے، امام ابو عمرو بصری کے بعد اہل بصرہ کے امام اور مقری تھے۔علمی وادبی گھرانے میں پیدا ہوئے، صغار اتباع التابعین کے طبقہ میں سے ہیں۔جیسا کہ ابو حاتم سجستانی فرماتے ہیں:

يعقوب بن إسحاق من أهل بيت العلم بالقرآن والعربية وكلام العرب والرواية الكثيرة والحروف والفقه، وكان أقرأ القراء، وكان أعلم من أدركنا ورأينا بالحروف والاختلاف في القرآن وتعليله ومذاهب أهل النحو في القرآن، وأروى الناس لحروف القرآن وحديث الفقهاء۔[35]

تصانیف:

1: الجامع (زبیدی کہتے ہیں: اس میں اختلاف وجوہ القرآن کو جمع کیا ہے اور ہر حرف کو اس کے پڑھنے والے کی طرف منسوب کیا ہے)

2: وجوہ القرآت 3: وقف التمام 4: کیمبرج کی لائبریری میں مخطوطات اسلامیہ میں "تہذیب قراءۃ ابی محمد یعقوب بن اسحق" کا نسخہ موجود ہے۔[36]

اساتذہ: سلام بن سلیمان(171ھ)، شہاب بن شُرنفہ مجاشعی(162ھ)، حماد بن سلمہ(167ھ)، شعبہ بن حجاج(160ھ)[37]

شاگرد: قراءت کے مشہور تلامذہ روح بن عبد المؤمن، رویس محمد بن المتوکل، ایوب بن متوکل، ابو عمر دُوری، ابو حاتم سجستانی، وغیرہ[38] اور حدیث روایت کرنے والے احمد بن ثابت جحدری، عبدالرحمن بن محمد طرسوسی، سلیمان بن داود عتکی اور لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے کسب فیض کیا۔[39]

روایت حدیث میں مقام و مرتبہ:

امام مسلمؒ نے صحیح میں، امام ابو داودؒ، امام نسائیؒ، امام ابن ماجہؒ نے سنن اور امام ترمذیؒ نے الشمائل میں ان سے روایت نقل

کی ہے[40]۔امام احمد بن حنبل اور امام ابو حاتم فرماتے ہیں: صدوق[41]۔امام ابن حِبَّان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے[42]۔ابن سعد فرماتے ہیں: لیس ھو عندھم بذاك الثبت، یذکرون أنه حدث عن رجال لقیھم وھو صغیر۔[43]

ترجمہ: محدثین کے ہاں اتنے پائے کے نہیں ہیں اور ان رجال سے روایت کرتے ہیں جن سے صغر سنی میں ملاقات کی۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: صدوق[44]۔امام ذہبی فرماتے ہیں: ثقۃ۔[45]

حاصل کلام: آپ صدوق درجہ کے راوی ہیں جیسا کہ امام احمد، امام ابو حاتم اور حافظ ابن حجر کے قول سے ظاہر ہے۔

وفات: ان کی وفات ذوالحجہ یا جمادی الاولی 205 ھ کو ہوئی۔قدرت کے عجائبات میں سے ہے کہ ان کی، ان کے والد اسحاق، اور دادا زید تینوں کی وفات اٹھاسی (88) سال کی عمر میں ہوئی۔[46]

یعقوب بن اسحاق کے دو معروف راوی درج ذیل ہیں، جن کے بارے میں امام ابن الجزری فرماتے ہیں:

وَيَعْقُوبُ قُلْ عَنْهُ رُوَيْسٌ وَرَوْحُهُمْ۔[47] 1: امام رویس 2: امام روح

پہلا راوی: رُوَیس (م:238 ھ)

نام و نسب: محمد بن متوکل بن عبد الرحمن لؤلؤی بصری، بنو ہاشم کے غلام تھے، کنیت ابو عبداللہ، رویس کے لقب سے معروف ہیں[48]۔قراء عشرہ کے ایک راوی، امام، بڑے ماہر مشہور ثقہ متقن مقریٔ ہیں، بصرہ میں پڑھایا کرتے تھے، امام یعقوب حضرمی کے ماہر ترین شاگردوں میں سے تھے، امام ابن الجزری نے ان کی روایت پر اعتماد کیا ہے جیسا کہ امام ابن الجزری فرماتے ہیں:

مقرئ حاذق ضابط مشھور... وعلى روایته أعول۔[49]

اساتذہ: قراءت کو یعقوب حضرمی سے حاصل کیا، ان کو کئی مرتبہ مکمل قرآن سنایا اور ان کے ماہر ترین شاگردوں میں سے تھے۔[50]

شاگرد: ان سے قراءت سیکھنے والے محمد بن ہارون تمار، اور زبیر بن احمد زبیری شافعی ہیں۔[51]

وفات: ان کی وفات بصرہ میں 238 ھ کو ہوئی۔[52]

دوسرا راوی: رَوح (م:233ھ)

نام و نسب: رَوح بن عبد المؤمن بن عبدۃ بن مسلم، بصری، کنیت ابو الحسن، ہذلی کے غلام تھے۔[53]

امام، قراء عشرہ کے ایک راوی، بڑے جلیل القدر مشہور مقری مجود، نحوی، قرآن کے متقن قراء اور حدیث کے ثقہ رواۃ میں سے ہیں۔جیسا کہ امام ابن الجزری فرماتے ہیں: مقرئ جلیل ثقة ضابط مشھور[54]

شیوخ:

یعقوب حضرمی سے قرآن سیکھا، ابو عمرو بصری کی قراءت کو احمد بن موسی، معاذ بن معاذ، ان کے بیٹے عبید اللہ بن معاذ اور محبوب بن معاذ سے سیکھا، اس کے علاوہ قراءت کو حماد بن شعیب، محمد بن صالح مرِّی سے حاصل کیا[55]۔حدیث میں آپ کے شیوخ

جعفر بن سلیمان ضبعی، حماد بن زید، عبدالواحد بن زیاد، معاذ بن ہشام دستوائی، ابو عوانہ، یزید بن زریع وغیرہ شامل ہیں۔[56]

شاگرد:

قراءت میں آپ کے شاگردوں میں طیب بن حسن قاضی، ابو بکر محمد بن وہب ثقفی، محمد بن حسن بن زیاد، احمد بن یزید حلوانی اور حسین بن بشر بن طبری وغیرہ[57] اور حدیث روایت کرنے والوں میں امام بخاری، ابو یعلی موصلی، عبد اللہ بن احمد بن حنبل، ابوزرعہ رازی اور عثمان بن سعید دارمی وغیرہ شامل ہیں۔[58]

روایت حدیث میں مقام ومرتبہ:

کتب ستہ میں سے صرف امام بخاری نے صحیح بخاری میں ان سے روایت نقل کی ہے[59]۔ امام حاکم نے ان کی احادیث کو "المستدرک" میں اور امام دارمی نے "السنن" میں ذکر کی ہیں[60]۔ امام ابو حاتم اور امام ابوزرعہؒ نے بھی آپ سے روایت کی ہے[61]۔ امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: صدوق[62]۔ امام ابن حِبَّان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے[63]۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: صدوق[64]۔ امام ذہبی فرماتے ہیں: ثقۃ۔[65]

خلاصہ کلام: حدیث میں صدوق درجہ کے راوی ہیں جیسا کہ امام ابو حاتم اور حافظ ابن حجر نے توضیح کی ہے۔

وفات: ان کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے امام حبان نے 233ھ ذکر کی ہے۔[66] بعض نے 234 ھ یا 235ھ ذکر کی ہے۔[67]

مبحث سوم: خلف بن ہشام (150-229ھ=767-844م)

خلف بن ہشام بن ثعلب بزار بغدادی اسدی اور کنیت ابو محمد ہے، ولادت 150ھ اور وفات بغداد میں 229ھ میں 80 سال کی عمر میں ہوئی۔ امام، حافظ، حجت، شیخ الاسلام، مقری، قراء عشرہ کے امام اور قراء سبعہ میں سے امام حمزہ کے راوی ہیں۔ ان کو خلف العاشر کہا جاتا ہے کیونکہ قراءات عشرہ متواترہ میں یہ دسویں نمبر پر آتے ہیں۔ قراء سبعہ میں آپ چھٹے نمبر پر امام حمزہ زیات کے ایک راوی ہیں[68]۔ شیوخ سلیم بن عیسی زیات، یحیی بن آدم، مالک بن انس وغیرہ اور تلامذہ احمد بن یزید حلوانی، احمد بن حنبل، امام مسلم وغیرہ ہیں۔[69]

مصنفات: 1: کتاب القراءات۔[70] 2: فضائل القرآن۔[71]

روایت حدیث میں مقام ومرتبہ:

آپ سے امام مسلم اور امام ابوداود نے روایت کی ہے[72]۔ مسند احمد میں بھی ان کی سترہ 17 مرویات ہیں۔ امام احمد بن حنبل[73]، امام یحیی بن معین اور امام نسائی نے ثقہ قرار دیا ہے[74]۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: ثقۃ لہ اختیار فی القراءات۔[75]

حاصل کلام: آپ حدیث وقراءت دونوں میں ثقہ ہیں، قراءات سبعہ میں امام حمزہ کے راوی اور قراءات عشرہ میں امام ہیں۔

امام خلف بن ہشام کے دو معروف راوی درج ذیل ہیں، جن کے بارے میں امام ابن الجزری فرماتے ہیں:

وَإِسْحَاقُ مَعْ إِدْرِيْسَ عَنْ خَلَفٍ تَلَا۔[76] 1: امام اسحاق وراق 2: امام ادریس

پہلا راوی: اسحاق وراق (م: 286 ھ)

نام ونسب: اسحاق بن ابراہیم بن عثمان بن عبداللہ مروزی بغدادی، کنیت ابویعقوب۔[77]

اسحاق قراءت میں ثقاہت وضبط، پختگی وعمدگی اور اتقان میں مشہور تھے، قراء عشرہ میں سے امام خلف کے کاتب اور ان کے راوی ہیں جیسا کہ امام ابن الجزری فرماتے ہیں: ثقة، كان قيّما بالقراءة۔[78]

اساتذہ: امام خلف سے قراءت سیکھی اس کے علاوہ ولید بن مسلم سے بھی پڑھا۔[79]

شاگرد: آپ کے مشہور شاگردوں میں آپ کے بیٹے محمد بن اسحاق بن ابراہیم، محمد بن عبد اللہ بن ابی عمر نقّاش، حسن بن عثمان برصاطی، علی بن موسی ثقفی، ابن شنبوذ وغیرہ کے نام شامل ہیں۔[80]

وفات: ان کی وفات میں 286 ھ کو ہوئی۔[81]

دوسرا راوی: ادریس حداد (199ھ-292ھ)

آپ کا نام ونسب: ادریس بن عبدالکریم حداد بغدادی، کنیت ابوالحسن ہے ۔199ھ میں پیدا ہوئے۔[82]

مقری عراق، قراء عشرہ کے ایک راوی ہیں، ادریس بھی قراءت میں ثقاہت وضبط، پختگی وعمدگی، اتقان اور عالی سند میں مشہور تھے اسی لیے لوگوں نے حصول علم کی خاطر ان کی طرف سفر کیے۔ امام ابن الجزری فرماتے ہیں: إمام ضابط متقن ثقة۔[83]

اساتذہ: امام خلف سے قراءت پڑھی اور اسے اختیار کیا، اور علی محمد بن حبیب شمونی سے بھی قراءت پڑھی۔ حدیث کو امام احمد بن حنبل، عاصم بن علی، یحیی بن معین، مصعب بن عبداللہ زبیری، ابوالربیع زہرانی اور اس طبقے سے روایت کرتے ہیں۔[84]

شاگرد:

بغداد میں لوگوں کو پڑھایا اور آپ کی عالی سند اور اتقان کی وجہ سے لوگوں نے مختلف علاقوں سے آپ کی طرف رخ کیا، ابو الحسن بن شنبوذ، محمد بن حسن بن مُقسِم، موسی بن عبید اللہ خاقانی، احمد بن عثمان بن بویان، احمد بن جعفر بن حمدان، حسن بن سعید مطوعی وغیرہ نے آپ کو قرآن سنایا جبکہ قراءت کا سماع کرنے والے او بوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، ابو بکر بن مجاہد، ابو بکر بن حمدان قطیعی، ابو بکر بن الانباری وغیرہ ہیں۔[85]

روایت حدیث میں مقام ومرتبہ:

امام دار قطنی نے کہا: ثقة وفوق الثقة بدرجة۔ ثقہ بلکہ ثقہ سے ایک درجہ بڑھ کر۔[86]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: أحد الثقات من أئمة القراء۔[87]

خلاصہ کلام: قراءات و حدیث دونوں میں ثقہ ہیں۔

وفات: ان کی وفات تیرانوے 93 یا چورانوے 94 سال کی عمر میں عیدالاضحی کے دن 292ھ کو ہوئی۔[88]

خلاصۃ البحث:

احرف سبعہ اور قراءات سبعہ و عشرہ دونوں میں فرق ہے، قراءات سبعہ و عشرہ احرف سبعہ کا ایک حصہ ہے۔ قراءات سبعہ اور عشرہ دونوں متواتر اور حجت ہیں کیونکہ ان میں قراءات کے ارکان ثلاثہ پائے جاتے ہیں۔ قراء سبعہ عشرہ نہ صرف قرآن بلکہ حدیث کی خدمت میں بھی مشغول رہے، ان کے حدیث کے بیان کرنے، اس کی خدمت میں کتنا حصہ ہے، اس کو ہم تین درجوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ 1۔مکثرین 2۔ مقلین: 3۔معدوم:

آئمہ قراءات کی مرفوع روایات کی تعداد صحاح، سنن اور مسانید کی روشنی میں:

مکثرین	مقلین	معدوم
خلف بن ہشام127	امام یعقوب بن اسحاق حضرمی21	امام یزید بن قعقاع مدنی

رواۃ:

مکثرین	مقلین	معدوم
-	روح بن عبد المؤمن13	عیسی بن وردان
-	ادریس1	سلیمان بن مسلم بن جماز
-	-	رُوَیس
-	-	اسحاق

قراء کے بارے میں یہ خیال نہایت غلط ہے کہ تمام قراء حدیث میں ضعیف ہیں ایسا نہیں ہے بلکہ یہ آئمہ قراءات جرح و تعدیل کے اعتبار سے مختلف درجہ پر فائز ہیں، یہ درجات قراء کرام نے نہیں بلکہ محدثین کے بڑے بڑے آئمہ نقاد اور آئمہ جرح و تعدیل نے انہیں تفویض کئے ہیں، درجات کے اعتبار سے ہم ان کو چار مراتب میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1۔ ثقہ 2۔صدوق 3۔ضعیف 4۔ سکوت

آئمہ قراءات:

ثقہ	صدوق	ضعیف	سکوت
امام یزید بن قعقاع مدنی	امام یعقوب بن اسحاق حضرمی	-	-
امام خلف بن ہشام		-	

رُواۃ:

سکوت	ضعیف	صدوق	ثقہ
عیسی بن وردان	-	رَوح بن عبد المؤمن	ادریس الحداد
سلیمان بن مسلم بن جماز	-	-	-
رُوَیس	-	-	-
اسحاق وراق	-	-	-

قراء ثلاثہ حفظ، ضبط، اتقان اور زہد و ورع میں ممتاز تھے یقیناً حدیث میں یہ اس طرح پختہ نہیں جس طرح کہ حفظ قرآن میں تھے اس کا سبب ان کا اس میدان میں زیادہ مشغولیت تھا لیکن علم حدیث میں بھی وہ کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ سب سے اہم بات کہ آئمہ قراءات میں سے کوئی بھی ضعیف نہیں۔

آئمہ ثلاثہ میں سے دو ثقہ اور ایک صدوق کے درجہ پر فائز ہیں اور ان کے راویوں میں سے ایک ثقہ، ایک صدوق اور کوئی راوی ضعیف نہیں ہے، باقی چار رواۃ کے بارے میں خاموشی ہے اور اس کی وجہ کہ ان سے کوئی حدیث مروی نہیں۔

اس نتیجہ سے ان کی دینی و علمی ثقاہت کا اندازہ ہوتا ہے اور اس شبہ کا بھی ازالہ ہوتا ہے کہ تمام قراء ضعیف ہیں۔ آئمہ قراء ثلاثہ میں سے کوئی راوی ضعیف نہیں ہے۔ آئمہ قراءات کی مرویات دوسرے آئمہ محدثین کے موافق اور مقبول ہیں۔ آئمہ قراءات کی مرویات صرف قراءات قرآنیہ پر مشتمل نہیں بلکہ فقہ کے ہر باب سے تعلق رکھتی ہیں اور ان سے خوب استفادہ و استدلال کیا گیا ہے، خواہ اس کا تعلق عقائد (اسلام، ایمان، توحید و رسالت وغیرہ) سے ہے یا عبادات (نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ) سے، یا اس کا تعلق معاملات (نکاح، طلاق، بیوع وغیرہ) سے ہے یا اخلاقیات (زہد، ورع، تقوی، حسن ادب وغیرہ) سے، شریعت کے ہر حکم پر ان سے کوئی نہ کوئی روایت عام طور پر موجود ہے، خاص طور پر مکثرین یعنی کثرت سے روایت کرنے والوں کی مرویات سے خوب استفادہ کیا گیا ہے مثلاً خلف بن ہشام کی مرویات کی تعداد 127 ہے۔ آئمہ محدثین نے صرف ان اشخاص کے بارے میں کلام کیا ہے جنھوں نے احادیث بیان کی ہیں جن سے کوئی روایت نہیں ان کے بارے میں سکوت/خاموشی اختیار کی ہے۔ بہت سے آئمہ محدثین قراء میں سے بھی ہیں، ان کی قراءات کے حوالے سے بھی بہت خدمات ہیں لیکن مشہور صرف حدیث کے میدان میں ہوئے ہیں جیسے مجاہد بن جبیر، اعمش، حسن بصری، عبدالرحمن بن ہرمز، محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی، جعفر بن محمد الصادق، سلام بن سلیمان وغیرہ۔

صحاح (صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ)، سنن (ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور سنن بیہقی) اور مسانید (مسند احمد، مسند ابی یعلی الموصلی) کے حوالہ سے قراء ثلاثہ کی مرویات کتنی ہیں، ہر امام اور ان کے رواۃ کی ہر کتب کے لحاظ سے انفرادی طور پر اور تمام کتب کے لحاظ سے مجموعی طور پر کتنی روایات ہیں اس کو مندرجہ ذیل آئمہ قراء ثلاثہ اور ان کے رُواۃ کی مرویات کی تعداد کے نام سے دو جدول کے ذریعہ ظاہر کیا گیا ہے۔

آئمہ قراء ثلاثہ کی مرفوع روایات کی تعداد

کتب	امام ابو جعفر	امام یعقوب	امام خلف
صحیح بخاری	-	-	-
صحیح مسلم	-	3	30
صحیح ابن خزیمہ	-	-	-
صحیح ابن حبان	-	-	23
سنن ابی داود	-	2	4
سنن ترمذی	-	-	-
سنن نسائی	-	1	-
سنن ابن ماجہ	-	4	-
سنن بیہقی	-	8	17
مسند احمد	-	1	17
مسند ابی یعلی	-	2	36
کل مرویات	-	21	127

رُواۃ کی مرویات کی تعداد

کتب	ابن وردان	ابن جماز	روح	رُویس	اسحاق	ادریس
صحیح بخاری	-	-	1	-	-	-
صحیح مسلم	-	-	-	-	-	-
صحیح ابن خزیمہ	-	-	-	-	-	-
صحیح ابن حبان	-	-	2	-	-	-
سنن ابی داود	-	-	-	-	-	-
سنن ترمذی	-	-	-	-	-	-
سنن نسائی	-	-	-	-	-	-
سنن ابن ماجہ	-	-	-	-	-	-
سنن بیہقی	-	-	1	-	-	1
مسند احمد	-	-	7	-	-	-
مسند ابی یعلی	-	-	2	-	-	-
کل مرویات	-	-	13	-	-	1

تحقیق سے ظاہر ہوا کہ کوفہ کے قراء کی مرویات زیادہ ہیں اس کا سبب، یہ دار الخلافہ تھے،امیر معاویہ کے دور میں شام اور علی کے دور سے کوفہ کو خوب عروج حاصل ہوا، اہل علم کا مرکز بنے، علم کے حصول کے زیادہ مواقع میسر آئے، اسی لیے امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کتنی مرتبہ کوفہ اور بغداد آیا۔ وَلاَ أُحْصِي كم دَخَلْتُ الكُوْفَةَ وَبَغْدَادَ مَعَ مُحَدِّثِي خُرَاسَانَ۔[89]

انہی اثرات کے نتیجہ میں پوری دنیا کی فضاان کے علم سے معطر ہے۔ محدثین کرام ہوں یافقہاء عظام، قراء ہوں یاصوفیا، ہر ایک کا علمی لحاظ سے کوفہ وبغداد سے تعلق ضرور رہاہے۔ بڑے بڑے قراء، محدثین اور فقہاءیہیں پیدا ہوئے۔اسی طرح قراء سبعہ میں سے تین آئمہ قراءات کا تعلق کوفہ سے ہے، قراءات میں امام عاصم اوران کے ایک راوی حفص کا تعلق بھی اسی کوفہ سے ہے، حدیث میں بھی امام عاصم، امام حمزہ، شعبہ خلف وغیرہ کوفی ہیں۔اوران سے مروایات کی تعداد بھی زیادہ ہے۔اگرچہ اثبت البلاد فی الحدیث الصحیح کے حوالے سے علماء کا عمومی حکم اس کے برعکس ہے، علماء کی کیارائے ہے اس بارے میں خطیب بغدادی فرماتے ہیں: أصح طرق السنن ما يرويه أهل الحرمين مكة والمدينة فإن التدليس فيهم قليل والاشتهار بالكذب ووضع الحديث عندهم عزيز۔[90]

احادیث کی روایت میں سب سے صحیح طرق اہل حرمین، مکہ و مدینہ کے ہیں کیونکہ ان کے ہاں تدلیس، جھوٹ اور وضع حدیث نادرالوجود ہیں، اہل یمن کی روایات بھی اچھی ہیں، ان کے طرق صحیح ہیں لیکن بہت کم ہیں اوران کی بنیاد اہل حجاز کی روایت پر ہے اہل بصرہ کی بھی بہت واضح اور صحیح روایات ہیں جو دوسروں کے ہاں نہیں پائی جاتیں۔اسی طرح اہل کوفہ کے ہاں کثرت سے روایات موجود ہیں تاہم ان کی روایات میں قیل و قال کا بہت امکان ہے اور یہ علت سے بہت کم پاک ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

اتفق أهل العلم بالحديث على أن أصح الأحاديث ما رواه أهل المدينة ثم أهل البصرة ثم أهل الشام۔[91]

اگرچہ یہ عمومی حکم تمام علاقوں کی نسبت سے ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہ لیا جائے کہ اہل کوفہ کی روایات کلی ومطلقاً طور پر مردود ہیں یاضعیف ہیں بلکہ یہ بات پیش نظر رہے کہ سب سے زیادہ فتنوں نے یہیں سر اٹھایا ورنہ ثقہ ومتقن اہل علم کی ایک کثیر تعداد یہاں موجود رہی ہے جیسے کہ امام بخاری کا قول اس حوالہ سے پیش کیا گیاہے۔

سفارشات

برصغیر پاک وہند میں متنوع قراءات قرآنیہ کو بطور نصاب پڑھانے سے صرف نظر کیا گیاہے اس طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے حالانکہ قراءات قرآنیہ تفسیر قرآن، استنباط احکام، عقائد کی توضیح ونکھار میں نہایت مدد ومعاون ہیں۔اعجاز قرآن کا ایک عمدہ پہلو ہے اور سب سے بڑھ کر قرآن کریم کا نطق اور کیفیت اداجو صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ نے سکھائی ہے، سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔قراء ثلاثہ کی مرویات ابھی چند کتب حدیث سے جمع کی گئی ہیں، ابھی باقی کتب کے حوالہ سے بہت سا کام باقی ہے جس کے کرنے کی ضرورت ہے۔خاص طور پر مصنفات، معاجم اور بقیہ سنن اور مسانید میں ان کی مرویات کی کثیر تعداد موجود ہے۔ان قراء کی روایات کو فقہی ترتیب سے بھی جمع کرنے کی ضرورت ہے۔جس پر کام ابھی باقی ہے۔

حوالہ جات

[1] قراء سبعہ سے مراد وہ اشخاص ہیں جن سے قرآن کریم کی قراءات کے سلسلہ میں متعدد روایتیں وارد ہوئی ہوں جو ان کی طرف منسوب ہیں،ان روایتوں میں بعض جگہوں پر اعراب (زبر، زیر، پیش) حروف اور کلمات وغیرہ کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ بہت سے آئمہ نے مختلف قراء کی قراءات کو جمع کیا لیکن جو شہرت اور دوام ابن مجاہد (امام احمد بن موسیٰ بن عباس بن مجاہد ابو بکر تمیمی بغدادی) کو حاصل ہوا وہ کسی اور کا مقدر نہ بنا،انہوں نے ہی سب سے پہلے ان سات قراء اور ان کے دو،دو راویوں کو منتخب کیا، جن کو قراء سبعہ کہا جاتا ہے۔ان قراء کی قراءات کو ''السبعہ'' نامی کتاب میں جمع کیا۔مزید تفصیل کیلئے دیکھیے: ابن مجاہد، احمدبن موسی بن عباس تمیمی بغدادی،ابوبکر،کتاب السبعة فی القراءات،محقق:شوقی ضیف،دارالمعارف،مصر،1400ھ ص53،ذہبی،سیراعلام النبلاء، مؤسسة الرسالة ،طبع سوم، 1985ء،ج15،ص272

[2] ابن الجزری، محمد بن محمد بن یوسف، شمس الدین، ابو الخیر، الدرة المضیة فی القراءات الثلاث المتتمة للعشر، محقق: محمد تمیم الزعبی، دار الهدی،2000ء،ص2

[3] بخاری ،محمد بن اسماعیل ، ابو عبد الله ، التاریخ الکبیر، دائرة المعارف العثمانیة، حیدر آباد ، الدکن،ج8،ص353

[4] المزی، یوسف بن عبد الرحمن، ابو الحجاج، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، محقق:د.بشارعوادمعروف،مؤسسة الرسالة، بیروت ، 1980ء،ج33،ص200

[5] ابن خلکان، احمد بن محمد برمکی ،وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان، محقق: احسان عباس، دار صادر ،بیروت، طبع اول، 1994ء،ج6،ص275

[6] ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، شمس الدین، معرفة القراء الکبار علی الطبقات والأعصار، محقق : د.طیار آلتی قولاچ،دار عالم الکتب، 2003ء،ج1،ص173

[7] "حرہ" پتھریلی زمین کو کہتے ہیں؛ چونکہ مدینہ کا ایک حصہ پتھریلا اور آتش فشانی پتھروں سے ڈھکا ہوا ہے ، اسی لئے "حرہ" کہلاتا ہے۔لسان العرب، ابن منظور ،محمد بن مکرم ،دار صادر، بیروت، 1414ھ،ج4،ص179 "حرہ واقم" کے راستے افواج یزید کی آمد پہ یہ واقعہ "واقعۂ حرہ" کہلایا۔یزید بن معاویہ کے دور میں سانحۂ کربلا کے بعد دوسرا بڑا سانحہ مدینہ پر شامی افواج کی چڑھائی تھی جس میں انہیں کامیابی حاصل ہوئی۔یہ افسوسناک واقعہ 63ھ میں پیش آیا،یہ واقعۂ حرہ کہلاتا ہے۔ابن الأثیر، علی بن محمد، الکامل فی التاریخ، تحقیق: عمر عبد السلام، دار الکتاب العربی، بیروت، 1997ء،ج3،ص211

[8] ابن الجزری، محمد بن محمدبن یوسف، ابو الخیر، غایة النهایة فی طبقات القراء، مکتبة ابن تیمیه، 1351ھ،ج2،ص382

[9] معرفة القراء الکبار ،ج1،ص173

[10] المزی، یوسف بن عبدالرحمن، ابوالحجاج، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، محقق:د.بشارعوادمعروف،ج33،ص200

[11] یحیی بن معین بن عون ابو زکریا، تاریخ ابن معین (روایة الدوری)محقق: د. احمد محمد نور سیف، مرکز البحث العلمی ،مکة المکرمة،1979،ج3،ص191

[12] تہذیب الکمال، ج33، ص201

[13] ابن ابی حاتم، عبد الرحمن بن محمد، رازی، ابو محمد، الجرح والتعدیل، طبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدرآباد، دکن، ہند 1952ء، ج9، ص285

[14] ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع، ابو عبد اللہ، بصری، بغدادی، الطبقات الکبری، القسم المتمم لتابعی اہل المدینۃ ومن بعدھم محقق: زیاد محمد منصور، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینہ المنورہ، طبع دوم، 1408ء، ص151

[15] ابن حبان، محمد بن حبان، تمیمی، دارمی، بُستی، الثقات، دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدر آباد دکن، ہند، 1973ء، ج5، ص543

[16] ابن حجر، احمد بن علی، عسقلانی، تقریب التہذیب، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان، 2001ء، ج2، ص411

[17] ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، ابو عبد اللہ، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع سوم، 1985ء، ج5، ص87

[18] ابن حبان، الثقات، ج5، ص543، ابن حبان، محمد بُستی، مشاہیر علماء الأمصار وأعلام فقہاء الأقطار، محقق: مرزوق علی ابراہیم، دار الوفاء للطباعۃ، المنصورۃ، طبع اول 1991ء، ص124

[19] ابن خیاط، ابو عمرو، خلیفہ شیبانی عصفری بصری، طبقات خلیفہ بن خیاط، محقق: دسہیل زکار، دار الفکر، 1993ء، ص455

[20] سیر اعلام النبلاء، ج5، ص288

[21] ابن الجزری، الدرۃ المضیۃ فی القراءات الثلاث المتتمۃ للعشر، ص13

[22] معرفۃ القراء الکبار، ج1، ص247، ذہبی، تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاہیر وَالأعلام، محقق: د۔ بشار عوّاد، دار الغرب الإسلامی طبع اول 2003ء، ج4، ص705

[23] غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، ج1، ص616

[24] معرفۃ القراء الکبار، ج1، ص248، غایۃ النہایۃ، ج1، ص616

[25] ایضا

[26] ایضا

[27] الجرح والتعدیل، ج4، ص142

[28] غایۃ النہایۃ، ج1، ص315

[29] معرفۃ القراء الکبار، ج1، ص293، غایۃ النہایۃ، ج1، ص315

[30] دارقطنی، علی بن عمر بغدادی، ابو الحسن، المؤتَلِف والمختَلِف، تحقیق: موفق بن عبداللہ بن عبدالقادر، دار الغرب الإسلامی، بیروت، 1986ء، ج2، ص2، ابن حجر، احمد بن علی عسقلانی، تبصیر المنتبہ بتحریر المشتبہ، تحقیق: محمد علی النجار، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، ج1، ص346

[31] الجرح والتعدیل، ج4، ص142

[32] دارقطنی، المؤتَلِف والمختَلِف، ج2، ص742

[33]غاية النهاية فی طبقات القراء، ج1، ص315

[34]التاريخ الكبير، ج8، ص399، الجرح والتعديل، ج9، ص203، ذہبی، المعين فی طبقات المحدثين، محقق: د. ہمام عبدالرحيم سعيد، دار الفرقان، عمان، الأردن، طبع اول، 1404ھ، ص80

[35] معرفة القراء الكبار، ج1، ص329، غاية النهاية، ج2، ص389

[36]زرکلی، خير الدين بن محمود، دمشقی، الأعلام، دار العلم للملايين، طبع پندرہویں 2002ء، ج8، ص195، کحالة، عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبد الغنی الدمشقی، معجم المؤلفين، مكتبة المثنى، دار احياء التراث العربي، بيروت، ج13، ص243

[37]تهذيب الكمال، ج32، ص315، سير اعلام النبلاء، ج10، ص169

[38]معرفة القراء الكبار، ج1، ص329، غاية النهاية، ج2، ص387

[39]تهذيب الكمال، ج32، ص316، ابن حجر، احمد بن علی، عسقلانی، تهذيب التهذيب، دائرة المعارف النظامية، حيدرآباد، دکن ہند، طبع اول، 1326ھ، ج11، ص381

[40]ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، ابو عبد الله، الكاشف، محقق: محمد عوامة احمد محمد نمر الخطيب، دار القبلة للثقافة الإسلامية، مؤسسة علوم القرآن، جدة، طبع اول، 1992ء، ج2، ص393

[41]ابن المِبْرَد، يوسف بن حسن، حنبلی، بحر الدم فيمن تكلم فيه الإمام احمد بمدح أو ذم، تحقيق: دكتورة روحية عبد الرحمن سويفی، دار الكتب العلمية، بيروت، طبع اول 1992ء، ص178، الجرح والتعديل، ج9، ص204

[42]ابن حبان، الثقات ، ج9، ص283

[43]الطبقات الكبرى، ج7، ص304

[44]تقريب التهذيب، ج2، ص384

[45]الكاشف، ج2، ص393

[46]التاريخ الكبير، ج8، ص399 ، وفيات الأعيان، ج6، ص391

[47]ابن الجزری، الدرة المضية فی القراءات الثلاث المتتمة للعشر، ص13

[48]معرفة القراء الكبار، ج1، ص428، محيسن، محمد سالم، معجم حفاظ القرآن عبر التاريخ، دار الجيل، 1992، ج1، ص248

[49] غاية النهاية، ج2، ص234

[50]معرفة القراء الكبار، ج1، ص428، غاية النهاية، ج2، ص234

[51] ايضا

[52]صفدی، خليل بن ايبك، الوافی بالوفيات، محقق احمد الأرناؤوط وترکی مصطفی، دار إحياء التراث، بيروت، 2000، ج4، ص271

[53] التاریخ الکبیر، ج3، ص310، جرجانی، عبد اللہ بن عدی، ابو احمد، اسامی من روی عنہم محمد بن اسماعیل البخاری، محقق: د. عامر حسن صبری، دار البشائر الإسلامیة، بیروت، 1414ھ، ص126، ابن خلفون، محمد بن اسماعیل، ابو بکر، المعلم بشیوخ البخاری و مسلم، محقق: ابوعبدالرحمن عادل بن سعد، دار الکتب العلمیة، بیروت، طبع اول، ص181

[54] غایة النہایة، ج1، ص285

[55] معرفة القراء الکبار، ج1، ص428

[56] تہذیب الکمال، ج9، ص246

[57] معرفة القراء الکبار، ج1، ص428، غایة النہایة فی طبقات القراء، ج1، ص285

[58] تہذیب الکمال، ج9، ص247

[59] الکاشف، ج1، ص398

[60] مغلطای، اکمال تہذیب الکمال، ج5، ص11

[61] الجرح والتعدیل، ج3، ص499

[62] ایضا

[63] ابن حبان، الثقات، ج8، ص244

[64] تقریب التہذیب، ج1، ص249

[65] الکاشف، ج1، ص398

[66] ابن حبان، الثقات، ج8، ص244

[67] ابن زبر الربعی، محمد بن عبداللہ، ابو سلیمان، تاریخ مولد العلماء و وفیاتہم، محقق: د. عبداللہ احمد سلیمان الحمد، دار العاصمة، ریاض، 1410ھ، ج2، ص516

[68] الجرح والتعدیل، ج3، ص372، التاریخ الکبیر، ج3، ص196

[69] تہذیب الکمال، ج8، ص301، معرفة القراء الکبار، ج1، ص420

[70] حموی، یاقوت بن عبد اللہ رومی، ابوعبد اللہ، معجم الأدباء، ارشاد الأریب الی معرفة الأدیب، محقق: احسان عباس، دار الغرب الإسلامی، بیروت، 1993ء، ج3، ص1259

[71] داوودی، محمد بن علی بن احمد، شمس الدین مالکی، طبقات المفسرین، دار الکتب العلمیة، بیروت، ج1، ص167

[72] الکاشف، ج1، ص374

[73] ابن المبرد، بحر الدم فیمن تکلم فیہ الإمام احمد بمدح او ذم، ص50

[74] تاریخ بغداد، ج8، ص322، تہذیب الکمال، ج8، ص302

[75]تقریب التہذیب،ج1،ص222

[76]ابن الجزری، الدرة المضية فى القراءات الثلاث المتتمة للعشر،ص13

[77]غاية النہاية،ج1،ص155،معجم حفاظ القرآن عبر التاريخ،ج1،ص53، خطیب،احمد بن علی،بغدادی،ابوبکر،تاریخ بغداد،دار الكتب العلمية،بیروت،تحقیق:مصطفى عبد القادر عطا،طبع اول، 1417ء،ج6،ص381

[78] غاية النہاية،ج1،ص155

[79]ایضا

[80]یضا

[81]ایضا

[82]ابن حجر،احمد بن علی عسقلانی،لسان المیزان،محقق:عبدالفتاح ابوغدة،دارالبشائرالإسلامية،طبع اول، 2002ء،ج2، ص13، الوادعِي، مُقْبل بن هادِم، 1422ھ،تراجم رجال الدارقطنی فی سننه،دار الآثار، صنعاء،طبع اول، 1999،ص131

[83]غاية النہاية فی طبقات القراء،ج1،ص154

[84] سیر اعلام النبلاء،ج14،ص44

[85]معرفة القراء الکبار،ج1،ص500،غاية النہاية،ج1،ص154

[86]سہمی،حمزة بن یوسف،جرجانی،ابو القاسم،سؤالات حمزة بن یوسف سہمی،محقق:موفق بن عبد الله بن عبدالقادر،مكتبة المعارف،رياض،1984،ص175

[87]لسان المیزان،ج2،ص14

[88]الوافی بالوفیات،ج8،ص208،لسان المیزان،ج2،ص13

[89]سیر اعلام النبلاء،ج12،ص407

[90]خطیب بغدادی،احمد بن علی، ابو بکر،الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع،محقق: د. محمود الطحان، مكتبة المعارف، الرياض،ج2،ص286-287

[91]قاسمی، محمد جمال الدين بن محمد سعيد بن قاسم حلاق،قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث،دار الكتب العلمية، بیروت، لبنان،ص81